بیمار امامؑ کے بیدار کرنے والے خطبے

محمد سجاد شاکری

مقدمہ

یوں تو ہمارے معاشرے میں امام سجادؑ کے بارے میں یہ تصور عام ہے کہ آپ زندگی بھر بیمار، لاغر، لاچار اور انتہائی کسمپرسی کی حالت میں گریہ وزاری کرتے رہے۔اس تصور سے جو امام کی شخصیت لوگوں کے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ آپ ایک ساکت، ہمیشہ رونے والا، کمزور، بے چارہ اور بے ارادہ انسان تھے! جبکہ تاریخ اور سیرت اہل بیتؑ سے مختصر آگاہی رکھنے والا طالب علم یہ جانتا ہے کہ تاریخی حقیقت اس کے بالکل برعکس تھے۔

ٹھیک ہے کہ امام ایک مختصر مدت کے لئے مصلحت الہی کے مطابق بیمار ہوگئے تھے۔ لیکن زندگی بھر آپ بیمار نہیں تھے۔

درست ہے کہ آپ کربلا کے حادثے پر گریہ وزاری فرماتے تھے، لیکن بے ہدف نہیں بلکہ باہدف اور جہاں گریے کی ضرورت محسوس کرتے، وہاں گریہ کرتے تھے۔نہ کہ عمر بھر ہر لمحہ اور ہر لحظہ گریہ وزاری کرتے رہیں۔

بجا ہے کہ آپ جسمانی طور پر کثرت عبادت اور امور زندگی کے لئے بے حد سعی و کوشش اور محنت و مشقت کی وجہ سے نحیف ولاغر تھے، لیکن دشمن کے سامنے کمی کمزوری نہیں دکھاتے تھے۔

معاشرے میں امام سجاد علیہ السلام کے بارے میں پائے جانے والے اس غلط تصور کو ختم کرنا ہر عاشق امام پر فرض ہے۔ اگر تھوڑی سی توجہ واقعہ کربلاکے بعد کوفہ وشام کے درباروں اور بازاروں میں امام کے کردار اور فرامین پر غور وخوض کریں گے۔ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ امام کی جو شخصیت ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے اور جو آپ کی اصل شخصیت ہے، دونوں میں کتنا زیادہ فاصلہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ بیمار امام نہیں بلکہ بیدار امام تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نہ فقط ایک بیدار امام تھے بلکہ آپ بیدار گر بھی تھے۔ جس کی واضح دلیل آپ کے وہ خطبے ہیں جو آپ نے کوفہ اور شام میں امت کی سوئی ہوئی ضمیروں کو جھنجوڑنے کے لئے دیئے۔ آپ نے کوفہ والوں کو ان کی بے وفائی اور اپنے کئے برائیوں کی بزرگی بتانے کے لئے مذمتی لہجے میں فرمایا:

اَیّھَا النّاسَ! ناشَدْتُکُمْ بِاللہ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّکُمْ کَتَبْتُمْ الی اَبی وَ خَدَعْتُمُوهُ، وَ اَعْطَیْتُمُوهُ مِنْ اَنْفُسکُمُ الْعَهْدَ وَ الْمیثاقَ وَ الْبَیْعَة ثُمَّ قاتَلْتمُوهُ وَ خَذَلتموهُ؟ فَتَباً لَکُمْ ما قَدَّمْتُمْ لاَنْفُسِکُمْ وَ سَوْاهً لِرَاْیِکُمْ، بِاَیَّةِ

عَیْنٍ تَنْظُرُونَ الی رَسُولِ اللهِ(ص) یَقُولُ لَکُمْ: قَتَلْتُمْ عِتْرَتِی وَ انْتَهَکْتُمْ حُرْمَتِی فَلَسْتُمْ مِنْ اُمَّتِی.

ترجمہ: ''اے لوگو! تمہیں خدا کی قسم ہے؛ کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے ہی میرے والد کو خطوط لکھے اور ان کو دعوت دی بعد میں انھیں دھوکہ دیا؟ ان کے ساتھ وفاداری کا عہد کیا اور ان کے نمایندہ کے ساتھ بیعت کی اور پھر اہم وقت و حالات میں انہیں اکیلا چھوڑ دیا اور ان سے جنگ کرنے لگے اور ان کو رسوا کیا۔ وائے ہو تم پر، نابودی ہو تمہارے لئے، تم نے کتنا برا توشہ آخرت فراہم کیا، تمہارا عقیدہ اور کردار کتنا برا تھا۔ کس آنکھ سے پیغمبر کو دیکھوگے جب وہ یہ کہیں گے کہ تم نے میری عترت کو قتل کیا اور میری حرمت کو پامال کیا تو اب تم ہماری امت میں سے نہیں ہو۔''

اتنے میں جب لوگوں کی گریہ وزاری کی آواز بلند ہو گئی اور ایک دوسرے سے یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ ہم ہلاک ہوگئے اور ہمیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ ہم نے کتنا بڑا جرم کیا ہے۔ تو آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

... وَ رَبِّ الرّاقصات الی منی، فَاِنَّ الْجُرْحَ لَمّا یَنْدَمِلْ، قُتِلَ اَبِی بِالاَمْسِ وَ اَهْلُ بَیْتِهِ مَعَهُ، فَلَمْ یُنْسِنِی ثُکْلَ رَسُولِ اللهِ(ص) وَثُکْلَ اَبِی وَ

بَنی اَبی وَ جَدّی، شَقَّ لَهازِمی وَ مَرارَتُهُ بَیْنَ حَناجِری وَ حَلْقی، وَ غُصَصُهُ تَجْری فی فِراشِ صَدْری، وَ مَسْاَلَتی اَنْ لا تَکُونُوا لَنا وَ لاعَلَیْنا.

ترجمہ: ”راقصات (حاجیوں کو مکہ سے منیٰ لے جانے والے اونٹوں) کے پروردگار کی قسم! کل جو زخم میرے والد اور ان کے اہل بیت کے قتل سے میرے دل پر لگی ہے ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئی ہے، ابھی تک پیغمبر اکرمؐ کی یاد نہیں بھولے ہیں میرے والد، اور ان کے اولاد کی داغ نے میرے بال سفید کیا ہے اور اس کی کڑواہٹ ابھی تک میرے حلق اور حلقوم کے مابین ہے اور اس کا غم میرے سینے میں ہے، لہٰذا تم لوگوں سے میری درخواست یہی ہے کہ میری نہ مدد کرو اور نہ ہم سے جنگ کرو!“

جب اسرائے اہل بیت یزید کی دربار میں لایا گیا تو یزید نے مسجد اموی میں ایک محفل منعقد کروایا اور اپنے باطل خیال کے مطابق وہ اس کام کے ذریعے اہل بیت کو رسوا کرنا چاہتا تھا۔ طے شدہ منصوبے کے تحت ایک درباری خطیب خطابت کا موقع دیا گیا اور اس نے ممبر سے یزید اور اس کے آباء واجداد کی مدح سرائی اور امام حسینؑ اور اہل بیت پیغمبر کی توہین کرنا شروع کی۔ اس موقع پر امام سجاد نے مذکورہ خطیب سے فرمایا:

وَیْلَکَ اَیُّهَا الْخاطِبُ! لَقَدِ اشْتَرَیْتَ مَرْضاةَ الْمخْلُوقِ بِسَخَطِ الْخالِقِ، فَتَبَوَّاْ مَقْعَدَکَ مِنَ النّارِ

ترجمہ: ”وای ہو تم پر! تم مخلوق کی خشنودی اور رضایت کو خدا کی خوشنودی پر مقدم کیا اور جہنم میں اپنا ٹھکانا معین کیا“

اس کے بعد امام سجاد علیہ السلام نے یزید کی طرف رخ کرکے تقریر کرنے کی اجازت مانگی، ناسخ التواریخ میں آیا ہے کہ یزید نے امام سجادؑ کی درخواست کو رد کیا لیکن شامیوں کی اصرار پر یزید نے مجبورا امام سجادؑ کی درخواست کو قبول کیا۔

امام سجاد علیہ السلام نے اپنے اس خطبے میں سب سے پہلے اپنا اور پھر پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنینؑ اور اہل بیت اطہار کے چیدہ شخصیات کا تعارف کرایا اور اس خاندان کی برگزیدہ صفات بیان کئے اور پھر آخر میں امام حسینؑ پر کئے گئے مظالم کا ذکر کیا۔ تاکہ ان کو بھی اپنے کئے گئے جرائم اور مظالم کا اندازہ ہوسکے۔ اور شامی عوام جہالت و نادانی کے ادھیرے میں نہ رہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے دوٹوک اور روشنگرانہ خطبے نے حکومت یزید کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیا لہٰذا مزید رسوائی سے بچنے کیلئے یزید نے موذن سے اذان دینے کا کہا اور اس کے درباری مؤذن نے فورا حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اذان دینا شروع کیا۔ لیکن جیسے جیسے مؤذن اذان کے جملات ادا کرتا جاتا امام سجادؑ نیز کوئی نہ کوئی جملہ ارشاد فرماتے یہاں تک کہ مؤذن اشهد ان محمدا رسول الله کے جملے پر جب پہنچے۔

جیسے ہی مؤذن نے یہ جملہ ادا کیا تو امام سجادؑ نے موذن کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے یزید سے پوچھا: اے یزید! یہ محمد جس کی رسالت کی گواہی اذان میں دی جاتی ہے، تیرا نانا ہے یا میرا نانا؟ اگر تم انہیں تیرا نانا سمجھتے ہو تو بے شک تو جھوٹا ہو لیکن اگر وہ میرا نانا ہے تو ان کی عترت اور اہل بیت پر یہ ظلم کیوں روا رکھا ہے؟

امام سجاد علیہ السلام کے خطبے سے مسجد میں موجود لوگ بہت متاثر ہوئے۔ ریاض القدس نامی کتاب میں آیا ہے کہ یزید نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر چلا گیا یوں یہ اجتماع بھی درہم برہم ہو گیا۔ جب امام ممبر سے نیچے اتر آئے تو لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے سب نے اپنے کئے پر امام سے معافی مانگ لی۔ اور یزید بھی اہل بیت اطہار کے اسیروں کو زیادہ دن تک شام میں اسیر نہیں رکھ پایا۔ اور پوری کوشش کی تاکہ خون حسین کا دھبہ اپنے دامن سے دھودے۔ لیکن یہ خون کہاں پاک ہو سکتا تھا۔ لہٰذا امام حسین کے بہائے گئے اس خون ناحق نے یزید اور یزیدیت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برائی اور باطل کا استعارہ بنا کر رکھا۔

مدینہ واپسی کے بعد بھی امام نے اپنے ایک خطبے میں یزیدی و اموی جنایتوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے شہرِ رسول کے باسیوں کے احساسات اور دینی غیرت کو جگانے کی بھرپور کوشش کی۔ لہٰذا ایک خطبے میں آپ فرماتے ہیں:

... أَيُّهَا النَّاسُ فَأَيُّ رِجَالاتٍ مِنْكُمْ يُسَرُّونَ بَعْدَ قَتْلِه أَمْ أَيَّةُ عَيْنٍ تَحْبِسُ دَمْعَهَا وَ تُصِنُّ عَنِ انْهِمَالِهَا فَلَقَدْ بَكَتِ السَّبْعُ الشِّدَادُ لِقَتْلِه وَ بَكَتِ الْبِحَارُ وَ السَّمَاوَاتُ وَ الْأَرْضُ وَ الْأَشْجَارُ وَ الْحِيتَانُ وَ الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَ أَهْلُ السَّمَاوَاتِ أَجْمَعُونَ أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ قَلْبٍ لَا يَتَصَدَّعُ لِقَتْلِه أَمْ أَيُّ فُؤَادٍ لَا يَحِنُّ إِلَيْهِ أَمْ أَيُّ سَمْعٍ يَسْمَعُ هَذِهِ الثُّلْمَةَ الَّتِي ثُلِمَتْ فِي الْإِسْلَامِ ...

ترجمہ: ”اے لوگو! تمہارے مردوں میں سے کون اس مصیبت کے بعد خوشی منا سکتا ہے؟ کونسا دل ہے جو اس مظلوم امام کے غم سے بھر نہ جائے؟ کونسی آنکھیں اس مصیبت میں گرنے والی آنسوؤں کو روک سکتی ہیں؟ جبکہ اس کی مصیبت میں سات آسمانوں نے بھی گریہ کیا ہے! سمندر نے اپنی تمام موجوں کے ساتھ، آسمان نے اپنے تمام ارکان کے ساتھ، زمین نے اپنی پوری گہرائی کے ساتھ، درختوں نے اپنے شاخوں کے ساتھ، مچھلیوں نے، سمندر کی موجوں نے، اللہ کے مقرب فرشتوں نے اور آسمانی مخلوقات نے؛ سب کے سب نے اس مصیبت پر گریہ کیا ہے۔ اے لوگو! کونسا دل ہے جو اس مصیبت میں خون نہ ہوا ہو؟ کونسا قلب ہے جو اس خونبار مصیبت سے پر نہ ہوا ہو؟ اور کونسی کان ہے جو اس مصیبت کو سن کر بہری نہ ہوئی ہو؟“

یقیناآپ بھی امام زین العابدین علیہ السلام کے خطبوں کے ان مختصر اقتباسات کو ملاحظہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہونچے ہوں گے کہ امام زین العابدینؑ ، بیمار نہیں؛ بیماری شناس امام تھے۔آپ نہ فقط بیدار بلکہ بیدار گر امام تھے۔